

ارشادات خطیب ملت مولانا اعظمی صاحب قاضی مدظلہ

تعاریف جلد دستار بندی

سلسلہ ۲

علماء حق کا شیوہ

جلد دستار بندی میں کی گئی تقریر کی آخری قسط

قرآن میں اہل شکم اور اہل علم کا ایک واقعہ | مجھے قرآن کریم کا ایک واقعہ یاد آیا کہ جس میں اللہ نے کچھ لوگوں کو اہل شکم کہا ہے، اور کچھ کو اہل علم۔ اور ظاہر ہے کہ دونوں ہی کھاتے پیتے ہوں گے، دونوں ہی کا دوبارہ بھی کرتے ہوں گے، سبھی تو زندہ تھے۔ فرمایا کہ: ان قارون کان من قوم موسیٰ فنبی علیہ وآتیناہ من اللہ نوراً ان مفاہیجہ لتنوء بالعصبة اولی القوۃ۔ قارون کا واقعہ بیان ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنے خزانے اس کو عطا فرمائے تھے کہ اس کی کنجیاں ایک جماعت کی جماعت اٹھائے جایا کرتی تھی۔ جب وہ اپنے ساز و سامان اور مطراق کے ساتھ جلوس سے نکلتا تھا۔ تو قرآن کریم کے الفاظ سنئے۔ فرمایا کہ: فخرج علی قومہ فی زینتہ۔ یعنی جب وہ جلوس لیکر نکلتا تھا تو بڑی چمک دمک اور آب و تاب کے ساتھ لوگ دیکھتے تھے۔

خس و خاشاک یا فولاد کا پہاڑ | بعض لوگ ایسے ہیں کہ جب بھی ہوا چلتی ہے تو ہوا کے رخ پر اڑ جاتے ہیں۔ جہاں وزرا دیلا پانی کا آجاتا ہے وہ اس ریلے میں بہہ جاتے ہیں۔ ان کی حیثیت قوم میں خس و خاشاک کی طرح ہوتی ہے اور اس زمانہ میں اپنی شرمندگی کو مٹانے کیلئے لوگوں نے نام رکھا ہے ترقی کا کہ زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ چلنے کا نام ترقی ہے۔ حالانکہ اسلام اس قسم کی ترقیات کو نہیں بتاتا، وہ کہتا ہے کہ ہم اپنا راستہ خود تجویز کرتے ہیں۔ اپنے طریقے خود قائم کرتے ہیں۔ اور زمانہ کی رو اگر ہمیں بہا کے سے جانا چاہے تو ہم فولاد کا پہاڑ بن کر کھڑے ہو جانا زمانے کی رو میں مت بہنا بلکہ زمانے کا رخ تبدیل کرنا۔

تو خس وقت قارون جلوس سے کر نکلتا تھا تو لوگوں کے منہ میں پانی آ جاتا تھا، اور لوگ کہتے تھے۔ کہ

اے اللہ یہ تو نے قارون کو اتنے خزانے دئے ہیں، کم سے کم دو چار خزانے ہمیں بھی دے دے قارون کی طرح بھی مالدار اور دولت مند بنا دے۔ اور یہ کون لوگ تھے؟ قرآن کریم کے الفاظ ہیں: **الَّذِينَ يَرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا**۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے دنیاوی زندگی کو اپنی مراد بنالیا تھا نصب العین اور مقصد بنالیا تھا۔ جن کا مقصد زندگی اس سے زیادہ نہ تھا کہ کھاؤ پیو آرام کرو، وہ کہتے تھے کہ ہم بھی قارون ہو جائیں تو اچھا ہے وہ تو بڑا صاحب نصیب معلوم ہوتا ہے۔

اللہ وائے ان چیزوں سے کبھی متاثر نہیں ہوتے | جہاں تک اس جلوس کے مطراق اور چکا چوند کا تعلق تھا یاد رکھیے اللہ وائے ان چیزوں سے کبھی متاثر نہیں ہوتے۔ اللہ والوں کی نظر کس چیز پر ہے؟ فرمایا ہے

غزوہ تھا نمود تھی ہٹو بچو کی تھی صدا اور آج تم سے کیا کہوں خدا کا بھی پتہ نہیں
جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو گوالیار کے قلعہ میں بند کیا تھا۔ آج حضرت
مجدد الف ثانیؒ کے مراد پر فاتحہ پڑھنے والوں کا تانتا بندھا ہوا ہے لیکن ایسے کتنے لوگ ہیں جن کو یہ
بھی خبر ہے کہ جہانگیر کا مقبرہ کہاں ہے، بیرتقی ہندوستان کا ایک شاعر گزرا ہے فرمایا ہے

کل پاؤں ایک کاسہ سر پر جو آپڑا
یکسودہ استخوان شکستہ سے چور تھا
کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر
میں بھی کبھی کسی کا سر پر غم دور تھا

تو نے میرے اوپر پاؤں رکھ دیا، میرے اوپر تو کبھی تاج رکھا جاتا تھا اور کبھی ہار ڈالے جاتے تھے۔
آج تو نے اس پر جو تار رکھ دیا۔ اور وہ چور چور ہو گیا۔ تو اللہ وائے کبھی ان چیزوں سے متاثر نہیں ہوتے۔
ہمارے پاکستان کے سابق صدر سے سابق گورنر جنرل مسٹر غلام محمد صاحب

جنہوں نے ایک زمانہ میں بڑی ترنگ کے ساتھ یہ بات کہی تھی کہ پاکستان کا آئین قرآن و سنت
کے مطابق نہیں ہوگا، اور میں اس کے لئے گولی کھانے کو تیار ہوں۔ مگر کسی مسلمان نے جواب میں
یہ کہا تھا کہ معاف کیجئے گا کسی مسلمان کی جیب میں ایسے پیسے بیکار نہیں پڑے جو وہ آپ کے اوپر
گولی چلا کے ضائع کرے گا۔ آپ کی اتنی حیثیت بھی نہیں۔ ان کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ کسی پاگل خانہ
کے معائنہ کرنے کیلئے گئے تو کسی پاگل نے دور سے دیکھ کر کہا کہ ایک اور آگیا۔ انہیں یہ سن کر بڑا
غصہ آیا، دل میں سوچنے لگے کہ اس نے میری بڑی امانت کی ہے، جب یہ قریب پہنچے تو کہا کہ میں
پاکستان کا گورنر جنرل ہوں تو اس نے کہا پہلے ہم بھی ایسا ہی کہا کرتے تھے۔ آپ بھلا بتلائیے کہ قارون

کا جلوس اور مطراق اور اسکی یہ شان و شوکت سے اللہ و اے کیسے متاثر ہوتے ہیں۔ یہ تو وہ طبقہ تھا جو ان کے جلوس کو دیکھ کے متاثر ہوا، آگے ہمارے فارغ التحصیل طلبہ کو جن کو اللہ نے دولت علم عطا فرمائی ہے، ان کا ذکر ہے۔ فرمایا: **دَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيَلِكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنَ امْنٍ وَعَلَىٰ عَمَلًا صَالِحًا۔** جن کو اللہ نے علم عطا فرمایا تھا، وہ کہنے لگے کہ ارے خالو! تم نے اگر خزانے مانگے تو قارون کے مانگے۔ اگر مانگنے تھے تو آخرت اور ثواب کے خزانے مانگتے۔ یہ کیا تم نے مانگ لیا۔؟ یہ قارون کی حیثیت کچھ نہیں، دنیا کے خزانے کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ قرآن کریم کے الفاظ آپ کے سامنے ہیں۔ انیسویں پارے میں یہ رکوع موجود ہے۔ قارون کے جلوس کو دیکھ کر جس طبقے کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ہم بھی دولت مند ہو جائیں اُن کو اللہ نے اہل علم نہیں کہا اور جنہوں نے آخرت کی بات کہی ان کو اللہ تعالیٰ نے اہل علم کہا۔ ایک بات اور سن لیجئے یہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو ترقی یافتہ کہا بڑے ہوشیار اور چالاک ہوتے ہیں۔ آگے چل کر جب قارون اور اس کا خزانہ اور محل خدا کے حکم سے زمین میں دھنسنے لگا۔ اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تو ان لوگوں نے جنہوں نے دعا کی کہ اے خدا ہمیں بھی قارون بنا دے۔ اب کہنے لگے: **يُولَانِ مِنَ اللَّهِ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بَنَاءُ۔** اے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر کہ تو نے ہمیں قارون نہیں بنایا، ورنہ ہم بھی آج زمین کے اندر جاتے۔

علماء دین کے امین ہیں ان کے پاس کوئی امانت ہے | — خیر تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ دراصل علم وہ ہے جو آخرت کا راستہ دکھائے، خدا کی معرفت کا طریقہ آپ کو بتلائے اور وہ وہ ہے جو آپ نے یہاں کی درسگاہوں میں حاصل کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء سے مراد وہ ہیں جو قرآن و سنت کے حامل ہوں، جنہوں نے اپنے اساتذہ سے قرآن و سنت سے علوم حاصل کئے علماء سے وہ مراد ہیں۔ حدیث میں ایسے علماء کو اُمناء الدین۔ کہا گیا۔ امانا جمع ہے امین کی۔ ان کے پاس کوئی امانت ہے۔؟ دین کی امانت ہے بلکہ حقیقت میں دین ہی کو امانت کہا گیا ہے۔ **اَنَا عَرَضْنَا الْاِمَانَةَ عَلٰى السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ۔** ہم نے دین کی امانت آسمان اور زمینوں پر پیش کی۔ تو اس آیت میں دین کو ایک بہت بڑی امانت کہا گیا ہے۔ جو اللہ کی ان کے پاس ہے۔ اور یاد رکھئے کہ کبھی کبھی انسان خود تو بھوٹا ہوتا ہے۔ مگر امانت بہت بڑی ہوتی ہے۔ اور جب امانت بڑی ہو تو اسکو اپنے چھوٹے پن کا خیال نہیں ہوتا۔ امانت کے بڑے ہونے کا خیال ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ ایک عالم کو یہ سمجھنا چاہئے کہ میں اپنی ذاتی حیثیت میں چاہے غریب ہوں چاہے میری آمدنی کم ہے۔ لیکن میرا مرتبہ اس امانت کی وجہ سے

جبرائیل نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ بادشاہوں سے بھی بڑا ہے۔ اور جب وہ یہ سمجھے گا تو دو باتیں اس خلق خدا سے بے نیازی | میں پیدا ہوں گی، ایک تو خلق خدا سے بے نیازی۔ وہ خلق خدا کے پیچھے پیچھے نہیں پھرے گا۔ بلکہ خلق خدا اس کے پیچھے پیچھے جائے گی۔ اس لئے کہ یہ اپنے آپ کو ان سب سے اونچا اور ممتاز سمجھتا ہے۔ اللہ نے جو قیمتی چیز ان کے ہاتھوں میں عطا فرمائی ہے وہ امانت دین ہے۔ اور دوسری بات ان میں یہ پیدا ہوگی کہ اس امانت کی بڑی بڑی ذمہ داریاں ہیں، جن میں پہلی ذمہ داری حق بات عالم کا مقصد وجود انہماکِ حق ہے | کا اظہار کرنا ہے۔ کہ عالم کا کام یہ ہے کہ جب مسئلہ بتائے تو بنگلوں کو جھانک کر نہ بتائے۔ یاد رکھیے! عالم کا کام یہ ہے کہ جب کبھی حق کی ترجمانی کا سوال پیدا ہو، پچکا ہے نہیں حق بات واضح بیان کرے اور اگر عالم نے حق بات نہ کی تو ایک شخص نے ایک بڑا جملہ لکھا ہے کہ اگر ملک کے اندر نکمینی باقی نہ رہے تو دنیا کی کوئی چیز ہے، جو اسکو نکمیں بنائے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عالم کا تو کام ہی یہ ہے کہ قرآن و سنت کی صحیح ترجمانی کی جائے اور جب عالم اس کی ترجمانی نہ کرے تو جو اس کے وجود کا مقصد تھا وہ فوت ہو گیا، اس لئے علماء کی دو قسمیں کر دی گئیں ایک علماء حق اور علماء ربانی کہلاتے ہیں اور دوسرے علماء سوء کہلاتے ہیں۔ اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ علم دین حاصل کرنے کے بعد آپ کب علماء حق بن سکیں گے | جب آپ اللہ والوں کی جوتیاں سیدھی کریں گے، اُن کی صحبت میں آپ پچھ دن گزاریں گے تو انشاء اللہ آپ کا شمار علماء ربانی اور علماء حق میں سے ہو گا۔ اور اگر آپ کو اپنے علم پر غرور اور ناز رہا، اور آپ نے ان اکابر کی جوتیاں سیدھی نہیں کیں تو اندیشہ ہے کہ کہیں آپ کا تاریخ میں علماء سوء کی مثالیں | علم آپ کو گمراہ نہ کر دے۔ ایسی مثالیں تاریخ میں موجود ہیں۔ ملا بارک ناگوری جس کی آگے سے کہ اندر بڑی یونیورسٹی تھی، بڑا مدرسہ تھا۔ اور مولانا مناظر الحسن صاحب گیلانی نے لکھا ہے کہ حافظ بن حجر عسقلانی کا دو یاتین واسطوں سے شاگرد تھا۔ بڑا عالم ہے، لیکن اس کے دل میں خوفِ خدا نہیں، خشیتِ الہی نہیں۔ اللہ کے دین اور اس کے علم کو دنیاوی اغراض کے لئے استعمال کرتا ہے۔ بڑے بڑے تلامذہ اور شاگرد ہیں جن میں ملا عبد القادر بدایونی بھی ہیں۔ اس زمانے میں انہوں نے اپنے گھر کے اندر بیٹھ کر تاریخ لکھی ہے اور تاریخ لکھ کر اپنے گھر میں مر گئے ہیں بعد میں جب دقت آیا ہے تو وہ تاریخ چھپی ہے۔ جہاں اپنے استاد کا ذکر آیا ہے وہاں بہت بُرے الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ وہ الفاظ کیا ہیں۔ فرمایا : ۱۰

تو اے مردِ سخن پیشہ زہرِ چندستیِ دین ز دینِ حق بماندستی بہ نیرِ دُستِ سخنِ دانی
طلاقتِ لسانی اور زورِ بیان کی وجہ سے تو نے خدا کے دین سے اعراض کیا۔ تیرا لقب ہے مردِ سخن پیشہ

بائیں بنانا تیرا کام ہے۔

چہ سستی دیدی از سنت کہ رفتے سوتے بے دیناں
چہ تنقصیر آمد از قرآن کہ گردے گردہ لالائے

سنت اور قرآن میں تجھے کیا تصور نظر آیا کہ جو تو نے رکابی اور پلیٹ کو اپنا مذہب بنالیا اور جو وقت کے تقاضے تھے ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ اس لئے میں نے عرض کیا کہ تاریخ میں ایسے واقعات موجود ہیں۔

امام ابوحنیفہ کے زمانہ کے چالیس چور | مولانا مناظر آسن گیلانی نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے زمانے میں چالیس علماء نے دستخط کر کے خلیفہ کو دئے تھے کہ خلیفہ معصوم ہوتا ہے۔ اور حضور جو کچھ آپ سے غلطی اور گناہ ہو جائے، خدا کے ہاں کوئی گرفت نہیں مولانا گیلانی نے اپنی زبان میں لکھا ہے کہ یہ تاریخ اسلام کے چالیس چور تھے۔ علی بابا چالیس چور کا قصہ آپ نے سنا ہوگا۔ لکھا ہے کہ ایک دستاویز امام ابوحنیفہ کے سامنے پیش کی گئی دستخط کرنے کے لئے۔ انہوں نے کہا کہ دستاویز پر دستخط کرنے کے معنی ہے شہادت دینا۔ جب واقعہ میرے سامنے ہوا انہیں تو اس پر دستخط کیسے کر سکتا ہوں۔ خلیفہ نے کہا اور اپنے علماء نے جو دستخط کر دئے ہیں، امام ابوحنیفہ نے کہا کہ انہوں نے غلط کئے۔ خلیفہ کو غصہ آیا، اس نے علماء کو بلوایا دربار میں۔ ان سے پوچھا کہ یہ تم لوگوں نے دستخط کیوں کئے۔ ان لوگوں نے اقرار کیا کہ حق بات تو وہی ہے جو ابوحنیفہ کہہ رہے ہیں۔ اس لئے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ایک بہت بڑی امانت ہے اگر عالم نے شریعت کی ترجمانی کا حق ادا نہیں کیا اور واقعہ اگر اس نے اس کو چھپا لیا ہے تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کے دین میں خیانت کی ہے۔

انہما رہتی کیلئے نرمی اور حکمت ضروری ہے | ہاں یہ بات ضرور ہے کہ انہما رہتی نرمی اور ملاحظت کے ساتھ ہو، اس لئے کہ عمران کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ ایک ہی بات ہے، اگر آپ نے سخت لفظوں میں کہہ دی تو آپ نے پہل پیدا کر دی نرمی سے کہہ دی تو دلوں میں اثر گئی۔ انڈی کا مشہور واقعہ ہے کہ انوری دربار میں گیا جا کر قصیدہ سنایا، بادشاہ نے خوش ہو کر کہا کہ ایک شاہی گھوڑا اسے دیدو انعام میں اور یہ شاعر و ادیب بے چارے غریب ہوتے ہیں، ان کے پاس پیسہ نہیں ہوتا۔ تو اس نے شاہی گھوڑا دیا، اور انوری نے اپنا سر پکڑ لیا کہ میاں یہاں تو اپنے کھانے اور پہننے کیلئے کچھ نہیں گھوڑے کو کہاں سے کھلاؤں اور کہاں سے پہناؤں۔ سردی کا زمانہ تھا گھوڑا دروازے سے باہر باندھ دیا، سردی کی وجہ سے رات کو گھوڑا مر گیا۔ اب انوری کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب میں خلیفہ کو جا کر

کہوں کیسے، اگر یہ کہوں کہ حضور واہ آپ نے اچھا گھوڑا دیا جو میل گھوڑا تھا آپ نے مجھے دیدیا تو ۲۴ گھنٹے کا نوٹس مل جائے گا، کہ نکل جاؤ ہماری سلطنت سے۔ لیکن اگر کہوں تو کس طریقے پر؟ انوری کی سمجھ میں آگئی بات، دبار میں گیا اور جا کر یہ کہا کہ آج بھی میں آپ کی شان میں قصیدہ لکھ کے لایا ہوں اجازت دیجئے، بادشاہ نے اجازت دیدی۔ انوری نے اپنا قصیدہ شروع کیا۔ اور قصیدہ کیا ہے، گھوڑے کے مرنے کی خبر دے رہا ہے۔ کہا۔

شاہ اسے بانوری بخشید باد صرصر بگرو اُونہ رسید

واہ واہ بڑا تیز رفتار، بڑا اچھا گھوڑا آپ نے دیا جسکی نسل بھی بہت اعلیٰ تھی۔ خوب تعریف کی۔ آگے کہا۔

اے چینیں بود تیز در رفتار در شب شب باخرت رسید

حضور ہمیں تو اتنا تیز رفتار نہیں چاہئے تھا، آپ نے اتنا تیز رفتار دے دیا وہ تو ایک ہی رات میں آخرت کو پہنچ گیا۔ بادشاہ بڑا خوش ہوا اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑا مر گیا، شاید اس کے پاس ساز دسماں نہیں تھا۔ حکم دیا کہ دوسرا گھوڑا دو اس کے ساتھ کھانے پینے کا سامان بھی۔ آپ نے اندازہ لگا یا کہ عنوان کتنا اعلیٰ درجہ کا اختیار کیا گیا۔ عنوان پر بڑا انحصار ہے، ایک عورت کنوئیں پر پانی بھر رہی تھی کسی نے کہا کہ اے میری ماں مجھے پانی پلا دے، عورتیں بیچاری بڑی رحم دل ہوتی ہیں۔ اس نے اپنا گھڑا چھوڑ کر اسے پانی پلا دیا۔ اس لئے کہ اس نے ماں کہہ دیا۔ ایک دوسرے صاحب تشریف لائے اور کہا اے میرے باپ کی جو رو مجھے پانی پلا دے، وہ مارنے کو دوڑی۔ اب وہ منطقی تھا۔ پوچھنے لگا کہ یہ بتا دے کہ باپ کی جو رو اور ماں میں فرق کیا ہے۔ تو بھائی یہ مسئلہ منطق سے طے ہونے والا نہیں اصل میں یہ ہے کہ عنوان آپ کا بہتر ہونا چاہئے۔ حدیث میں آتا ہے: بِشْرًا وَلَا تَنْفَرًا لِّبَرٍّ وَلَا تَعْسًا لِّطَاوِعًا وَلَا تَخْتَلَفًا۔ (او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم) تو میں نے عرض کیا کہ ایک امانت اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہے۔ اور اس امانت کا سب سے بڑا حق جس سے خطرہ ہے، وہ خود سرکار، دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا مالم یخالفوا الامراء جب تک امراء سے مخالفت نہ کریں، امراء کے معنی کیا ہیں؟ امراء جمع ہے امیر کی، اور امیر کے معنی عام طور پر جو لئے جاتے ہیں، حاکم اور بادشاہ، افسر، صاحب اثر، صاحب رسوم، ان کو امراء کہتے ہیں۔ یہ اس لئے میں نے کہا کہ آج ایک جو بگڑا اور جو بحث روشن خیالوں نے یہ بھی پھیر رکھی ہے کہ اولوالامر کون ہیں؟ اور یہاں کوئی سرکاری حکم آتا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ مولانا صاحب اولوالامر کی تو اطاعت کرنی چاہئے۔ ان

بیچاروں کو یہ نہیں معلوم کہ ذرا تفسیر تو تم اٹھا کر دیکھ لو کہ علماء نے اولوالامر تو لکھا ہی علماء کو ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اولوالامر وہ ہیں کہ جو صاحبِ فتویٰ کہلاتے ہیں۔ جو جائز و ناجائز اور حلال و حرام کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اور قرآن و سنت کو سمجھتے ہیں لیکن چلتے دوسری تفسیر کی بناء پر اولوالامر ان کو بھی مان لیا جائے۔ حکام کو بھی۔ لیکن یہ کس سفر سے نے کہہ دیا کہ قرآن میں اولوالامر کی اطاعت کا حکم ہے۔ قرآن میں کہیں اولوالامر کی اطاعت کا حکم نہیں۔

اولوالامر کی اطاعت کب ضروری ہے | قرآن کریم میں جو حکم ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور اولوالامر کی، تو دونوں جگہ لفظ اطاعت موجود ہے۔ اللہ کے ساتھ بھی رسول کے ساتھ بھی۔ اولوالامر کے ساتھ لفظ اطاعت نہیں۔ اٹھا کر دیکھئے قرآن کریم کو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اصل اطاعت اللہ اور اس کے رسول کی۔ اگر اولوالامر اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا ہے۔ تو اسکی اطاعت کرنا اور اگر اللہ اور رسول کی اطاعت نہیں کرتا۔ تو اسکی اطاعت نہیں اسلام میں، جس کا مطلب یہ ہے کہ لاطاعة لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں کہ جس میں خالق کی نافرمانی آتی ہو۔ خیر میں نے یہ کہا کہ امراء سے مراد حکام، اہل دولت، صاحبِ اثر و سرور۔ حضرت نے فرمایا کہ علماء مخالفت نہ کریں۔ مخالفت کے معنی یہ نہیں کہ آپ ان سے نہ ملیں۔ ان کی شکلوں کو دیکھ کر بھاگ جائیں، ہمیں حضرت مولانا تھانویؒ کے جلس میں بڑے بڑے مضامین اور بڑے بڑے نکات حل کئے جاتے تھے۔ کسی شخص نے مولانا سے سوال کیا اور مولانا نے فرمایا کہ بھیجی یہ تم نے بڑا اہم سوال کیا ہے۔ اللہ نے اس کا جواب ابھی ابھی میرے دل میں ڈالا ہے۔ سوال یہ کیا کہ شریعت میں حکم دیا گیا ہے کہ بروں کی صحبت سے بچو اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی حکم دیا گیا ہے۔ کہ نیکوں کی صحبت میں بیٹھو، تو فرمایا کہ حکم تو دونوں سرائے نکھوں پر ہیں، لیکن ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ دونوں حکم جمع نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ جب کوئی بڑا آدمی آپ کی صحبت میں آکر بیٹھے گا تو آپ بھاگ جائیں گے کہ میں تو بروں کی صحبت میں نہیں بیٹھتا۔ حضرت مولانا تھانویؒ نے فرمایا کہ اس کا جواب یہ ہے کہ اصل میں مخدوم کا اثر خادم پر پڑتا ہے۔ خادم کا اثر مخدوم پر نہیں پڑتا۔

علماء مخدومانہ حیثیت برقرار رکھیں | یہ بات یاد رکھئے کہ جو آدمی مخدومانہ حیثیت رکھے گا وہ خادموں پر اثر ڈالے گا۔ اور جو خود ہی اپنے آپ کو خادم بنائے گا وہ خادموں پر کبھی اثر نہیں ڈال سکتا۔ فرمایا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ علماء کو چاہئے کہ اہل سرور، اہل سلطنت اور جتنے بھی بااثر افراد موجود ہوں ان کے ساتھ نیاز مند اور خادم کی حیثیت اختیار نہ کریں بلکہ اپنی مخدومانہ حیثیت کو برقرار رکھیں۔ اس لئے

کہ اگر یہ خود غلام بن گئے تو ان کے اثرات ان کے اوپر نہیں پڑیں گے۔ اس لئے یہ نہیں کہا کہ آپ ان سے نہ ملیں، نہیں، آپ ملیں ان کے پاس بھی جائیں، ملاقات بھی کریں۔ لیکن یہ نکتہ یاد رکھئے گا کہ اپنی مخدومانہ حیثیت جو اس امانت کی وجہ سے آپ کو خدا نے دی، اسکو خراب نہ کریں۔ اس مخدومانہ حیثیت کو جب تک تم باقی رکھو گے انشاء اللہ اس وقت تک دین سے فائدہ پہنچے گا، اور جس وقت اس میں غلامانہ حیثیت اختیار کر لیں گے تو اصل چیز ختم ہو جائے گی۔ اس لئے حضور اکرمؐ نے فرمایا، فخر مخصوص الدین فاخذ روحہ۔ فرمایا کہ اب یہ دین کا امانتدار نہیں بلکہ دین کا ڈاکو ہو گیا ہے۔ رہزن ہے دین کا۔ تو ایک طرف تو یہ معلوم ہوا کہ اہل علم کو اللہ نے ایک امانت دی ہے۔ اس امانت کی وجہ سے ان کو اپنی حیثیت اور رتبے کو سمجھنا چاہئے۔ دوسری طرف عالم مسلمانوں سے یہ بات عرض کی جاتی ہے کہ جب یہ عزرات دین کے امانتدار ہیں۔ دین کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں ہے تو آپ انکی ذات اور شخصیت کو نہ دیکھیں، ان کی آمدنی کو نہ دیکھیں، ان کے لباس کو نہ دیکھیں بلکہ اس بات کو دیکھیں کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی کتنی قیمتی امانت ان کے ہاتھ میں ہے، آپ ان کے ساتھ کوئی ایسا برتاؤ نہ کریں جس سے ان کی مخدومانہ حیثیت مجروح ہوتی ہو۔ حضرت مولانا خانانوحیؒ کا ایک ارشاد سنئے فرمایا کہ اگر کوئی عالم غلط ہو تو اس کے فتویٰ پر چاہے عمل نہ کرو مگر عزت ضرور کرو۔ اور مثال کیسی دی، فرمایا کہ اگر کسی پریس میں قرآن کریم چھپ رہا ہے اور غلطی سے غلط چھپ گیا تو وہ قرآن جو غلط چھپا ہے وہ قابل تلامذت تو نہیں ہے لیکن خبردار یاد رکھنا اسے پاؤں کی ٹھوک مارنا جائز نہیں۔ تعظیم و تکریم اس لئے کہ خدا کی کلام ہے۔ فرمایا اگر اس طریقے سے آپ نے بے توقیری کی تو اسکی وجہ سے عام طور پر اہل دین کی عظمت دلوں سے ختم ہو جائے گی۔ اور بہت سے لوگ جو عظمت کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ طرح طرح کے الفاظ اور القاب سے یاد کرتے ہیں۔

ٹیپو سلطان شہیدؒ کی بڑی ہیبت تھی، جب انگریزوں نے چاہا کہ انکی عظمت ختم ہو جائے تو انہوں نے اپنے کتوں کا نام ٹیپو رکھا۔ غلاظت اور خلیفہ کا لفظ اسلام میں ایسا تھا کہ اس کی ہیبت چھاجاتی تو آپؐ نے دیکھا کہ اس کے اثر کو ختم کرنے کیلئے حجامت بنانے والے کو خلیفہ کہنے لگے۔ اس طریقے سے جب لفظ عالم کی عظمت کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو کوئی مولانا اور مولوی کی جگہ مسٹر لکھنے کا خواہش مند ہے، کوئی ملا لکھنے کا اور کوئی اور دوسرے طریقے سے یاد کرتا ہے۔ یاد رکھئے یہ لوگ دراصل دین کے خلاف ہیں اور دین کی عظمت ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں نے عرض کیا کہ اگر آپ علماء کی تعظیم و تکریم کریں گے تو وہ دراصل دین کی ہوگی۔ میں زیادہ وقت آپ کا نہیں لوں گا۔ بس یہی کلمات عرض کرنا تھے۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم اور آپ سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔